میں واپس نہ آ جائیں ۔محروم الارث وارثان کی اولاد باستثنائے وارثان لامہ وچوموکے بیٹے کی بیوہ کے بعد وارث ہونگے بشرطیکہ وہ مورث کے گھر میں رہائش اختیار کریں ان کے بعد وارثت پھس پون کو پہنچے گی ۔ بیوگان کی وراثت اس شرط پر ہوگی کہ وہ مورث کے گھر میں رہائش رکھیں ۔

اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دوسری شادی کر کے شوہر کو اپنے گھر لائے ۔ دریں صورت وراثت میں کوئی خلل نہیں آتا اور اگر پغما شادی کر کے شوہر کے گھر چلی جائیں تو محروم الارث ہونگی ۔بصورت مقپا شادی کی صورت میں ان کی اولاد ان کی وارث ہوگی ۔

پھس پون ان رشتہ داروں کو کہتے ہیں جو خوشی اور غمی کے مواقع پر شریک رہتے ہیں ۔ عام طور پر یہ دور کے رشتہ داروں اور دوستوں کی صورت میں ہوتے ہیں ۔ ہر گھرانے کا کوئی نہ کوئی ''پھس پون'' ہوتا ہے ۔

''پھس پون'' اپنوں میں سے ایک لڑکے یا لڑکی کو منتخب کر کے لاوارث شخص کا وارث بنا لیتے ہیں ۔ لاوارث کی جائیداد ایک وارث سے زیادہ لوگوں میں ہرگز تقسیم نہیں ہوتی ۔

اگر میت کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو شادی کے لحاظ سے تقدیم وتاخیر کا لحاظ رکھا جاتا ہے ۔ اگر کسی کی بیٹی وارث ہو اور بصورت مقپا شادی کرے اور اس کے ہاں بیٹا ہو جائے تو یہ لڑکا وارثت کا حقدار نہ ہوگا اگر گھر میں رہے تو صرف گزارہ پائے گا ۔

ایک عورت جو خود وارث تھی' لاولد مر جائے تو اس کا مقپا (شوہر) اس کا وارث ہوگا اور اسے پغما کی صورت میں شادی کرنے کا حق حاصل ہوگا ۔ اگر اس سے بھی اولاد نہ ہوں تو مقپا کے بعد اس کی بیوہ وارث ہوگی اور اس کے مرنے کے بعد وراثت اصل وارثین جدّی کی طرف لوٹے گی ۔ بودھوں میں تبدیلی مذہب کی صورت میں وارث سے محروم نہیں ہونگے ۔مگر دور جدید میں وراثت سے محروم کرنے کے رواج بھی قائم ہو رہے ہیں ۔ (جاری ہے)

☆☆☆

قسط نمبر 6

اسلام اور سائنس

محمد موسیٰ کلیم

قرآنی نصوص اور سائنسی حقائق کے مطابق انسان گھاٹے میں ہے۔

﴿والعصرO ان الانسان لفی خسر O الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت و تواصوا بالحق وتواصوا بالصبرO﴾

ترجمہ: ''قسم ہے عصر کی' کہ انسان گھاٹے میں پڑا ہے' سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جو ایک دوسرے کو دین حق کی (پیروی کرنے کی) اور صبر و تحمل سے کام لینے کی تاکید کرتے رہے''۔

اس سورۃ کے مجموعی معنی سے ہمیں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ جس شخص میں ایمان نہیں ہے' اس کے عمل میں راست بازی اور اصلاح نہیں ہوتی' اور اس میں صبر اور انصاف بھی نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ خسارے میں ہوتا ہے۔ یعنی وہ مایوسی' محرومی' شکستہ حالی اور حیرانگی کا شکار ہوتا ہے۔

قرآن کے اس عظیم الشان فیصلے کی تشریح سے قبل میں ماہرین علم نفسیات اور طبی نفسیات کے ان بیانات کا مختصراً ذکر کروں گا جن کا مقصد خودی (نفس) کی تشریح کرنا ہے۔

فرائیڈ (Freud) کے نظریات کے زیر اثر کئی سالوں تک جنسی جذبات کو انسانی رویوں اور اخلاقیات کی حتمی بنیاد سمجھا جاتا تھا' مگر پچھلے 25 سالوں میں متفقہ طور پر مان لیا گیا ہے کہ انسان میں سب سے زیادہ اثر پذیر جذبہ خوف ہے۔ انسانی وجود میں خوف کا عنصر اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ بہت سی حیاتیاتی علتیں اور خرابیاں یقینی طور پر خوف سے متعلق مغالطوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

اس کا مشاہدہ بطور خاص بچے کی پیدائش کے وقت ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہر کوئی جانتا ہے' ایک شہری عورت کو نسبتاً زیادہ قسم کے مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسے کئی قسم کی دوائیں استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ جب کہ دیہاتی علاقوں کی عورتوں کے اس قسم کے مسائل نسبتاً کم ہوتے ہیں' اس لئے کہ ان کو زیادہ ورزش ملتی رہتی ہے۔

پچھلی دہائی کے دوران یہ معلوم ہوا ہے کہ جوں جوں پیدائش کا عمل آگے بڑھتا ہے۔ ماں اور بچے کے درمیان کمپیوٹر

جیسا دوطرفہ عمل واقع ہوتا ہے۔ بچے کی پیدائش کیوقت ماں اور بچہ ایک کمپیوٹر سینٹر سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ بالکل اس طرح جیسے ایک ہوائی جہاز اترتے وقت آٹو میٹک پائیلٹ سے مدد لیتا ہے' جو غلطی اس نظام میں رخنہ ڈالتی ہے وہ خوف ہی کا جذبہ ہے۔ چونکہ شہری عورتیں دیہاتی عورتوں کی نسبت زیادہ بزدل ہوتی ہیں' ان کے لئے بچہ جنے کا عمل بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے ان کے لئے کئی قسم کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ روزمرہ زندگی کے نکتہ نظر سے یہ مثال زیادہ بصیرت عطا کرتی ہے' اگر ہم تمام پیش آنیوالے واقعات کو ذرا کھلے دل اور بے فکری سے نہ لیں تو ہم مستقبل کے بارے میں فکر اور ڈر کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہ جذبہ افراتفری پھیلاتا ہے اور اندرونی افراتفری ہی دکھ اور مصیبت کا باعث ہوتی ہے۔

اللہ پر ایمان نہ رکھنے والے شخص کے لئے دو شدید خوف لاحق ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا موت اور تباہی کا ڈر ہوتا ہے اور دوسرا مستقبل کے اندیشے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو ان دونوں خطروں نے جکڑ کر ایک قسم کی ناقابل برداشت آگ میں ڈال رکھا ہوتا ہے۔ ان خوفوں کی وجہ سے کئی قسم کی نفسیاتی دباؤ پیدا ہوتے ہیں اور ساتھ ہی مختلف قسم کی بیماریاں مثلاً معدے کے السر (پھوڑے)' دل کی شریانوں کا تشنج' فالج اور سرطان (کینسر) وغیرہ بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس قسم کے انسان کے اندر اس قسم کی افراتفری پیدا ہوتی ہے کہ اس کا حوصلہ بیٹھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے کشمیر میں بھارتی قابض افواج کی نفسیات کی چیکنگ کی تو معلوم ہوا کہ اگر ان افواج کا جلدی تبادلہ نہ کیا جائے تو یہ سب کسی بھی کام کے نہیں رہیں گے' کیونکہ ان کو ہر وقت موت کا ڈر رہتا ہے۔

موت اور مستقبل کے خوف کا شکار انسان شدید قسم کی شراب خوری کا شکار ہوجاتا ہے' یا پھر منشیات اس کی زندگی کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیتی ہیں۔ اس طرح وہ اپنے اصولوں اور اخلاق کو لکڑ بگڑ جیسی فطرت والی بے رحم ہوس پرستی کے حوالے کردیتا ہے۔ یا پھر وہ پاگل پن کی سرحدوں کے نزدیک نصف دیوانگی کی حالت میں بھٹکتا رہتا ہے' اس کی واضح ترین مثال امریکہ ہے یہ دنیا کا بے ایمان ترین' بے ضمیر اور ظالم ملک ہے۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ امریکہ جیسے بزدل کے بارے میں اتاری ہے۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ اس وقت امریکہ جیسی بے چینی اور نفسیاتی دباؤ دنیا کے کسی کونے میں نہیں۔

خوف کے جذبے کے برعکس بھروسے یا اعتبار کا جذبہ ہوتا ہے۔ ان محسوسات کی جلا اور ترقی ایمان کی منزل سے بلاواسطہ مطابقت رکھتی ہے۔ ایک کافر بھروسے کی نقلی اور حقیقت سے دور محسوسات کی پیروی کرتا ہے۔ خوف سے بچنے کے لئے افغانستان جیسے غریب ترین ملک پر بے تحاشا بمباری کرتا ہے' مگر اس کا مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ اس کا خسارہ اور بڑھ جاتا ہے۔

حالیہ سالوں میں بے حد اہم سائنسی مشاہدات میں سے ایک وہ نظام ہے' جس کے تحت انسانی جسم میں جذباتی